نقد و نظر

مولانا ابوریحان سیالکوٹی

مظہری مغالطے (آخری قسط)

مغالطہ نمبر ۲۷

میں نے لکھا تھا کہ مشاجراتِ صحابہ سے متعلق اہل سنت کا اصل مذہب توقف ہے تخطیہ و تصویب اصل مذہب نہیں بلکہ بوقت ضرورت اور بقدرِ ضرورت محض ایک رخصت ہے قاضی صاحب۔ اس کو غلط ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "اگر کوئی شیعہ ابوریحان سے سوال کرے کہ اگر آپ حضرت علی کو قرآن کا چوتھا موعودہ خلیفہ ارشد مانتے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے توان سے جنگ کی ہے اس میں آپ کے نزدیک بمطابق مسلک اہل سنت مخطی کون ہے اور مصیب کون؟ تو کیا ابوریحان اس کے جواب میں یہ کہے گا کہ میں اس کا جواب بالکل نہیں دیتا کیونکہ اہل سنت کا اصل مذہب یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی بات نہ کی جائے۔ کیا اس سے شیعہ مطمئن ہو جائیگا یا اس کو وہ لاجوابی اور شکست سمجھے گا" (ملخصاً بلفظہ۔ حق چار یار بابت ستمبر ۱۹۹۲ء ص ۱۴)

یہاں قاضی صاحب نے مغالطہ یہ دیا ہے کہ تخطیہ و تصویب نہ ہونے اور بوقت ضرورت اس کے جائز ہونے کو ایک دوسرے کی ضد بنا دیا ہے۔ حالانکہ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ایک چیز اصل مذہب یا اصل سنت اور اصل طریقہ تو نہ ہو لیکن اپنی جگہ فی نفسہ جائز ہو۔ اسکی دسیوں مثالیں شریعت میں موجود ہیں۔ مثلاً دیکھیئے کھڑے ہو کے کھانا، پینا، پیشاب کرنا، بے وضو اذان دینا وغیرہ اصل سنت اور اصل طریقہ نہیں لیکن فی نفسہ جائز ہے۔ میں نے صحابہؓ کے تخطیہ و تصویب کے بارے میں یہ تو لکھا ہے کہ یہ اہل سنت کا اصل مذہب نہیں لیکن یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ یہ نفس جائز بھی نہیں۔ بلکہ جہاں میں نے اس کے اصل مذہب ہونے کی نفی کی ہے۔ وہاں سنی اصولِ اجتہاد کی پابندی کے ساتھ بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت اسکے جائز ہونے کی تصریح بھی بار بار کی ہے۔ اس لئے قاضی صاحب کا مذکورہ شیعہ اگر صحابہؓ کے صرف تخطیہ و تصویب سے ہی مطمئن ہو جاتا ہے تو وہ بڑی خوشی سے صحابہؓ کو مخطی و مصیب کہیں لیکن اس سے اسکا نفسِ جواز ہی تو ثابت ہوگا۔ اسکا اصل مذہب ہونا اور اسکے بالمقابل توقف کا اصل مذہب نہ ہونا تو ہرگز ہرگز ثابت نہ ہوگا۔

پھر گذارش یہ بھی ہے کہ مشاجراتِ صحابہؓ میں سکوت و توقف کو اگر میں نے اہل سنت کا اصل مذہب لکھا ہے تو بہتر و اسلم اور دینداری و تقویٰ! تو اس کو آپ نے بھی لکھا ہے اس طرح تخطیہ و تصویب کے اصل

مذہب ہونے کی اگر میں نے نفی کی ہے تو اس میں صحابہ سے بدظنی کا خطرہ بتاتے ہوئے ان کی خطاء وصواب کو ذکر کرنے سے منع تو آپ نے بھی کیا ہے۔ لہٰذا آپ کا یہی شیعہ اگر مجھ سے مذکورہ سوال کریگا تو کیا آپ سے بھی وہ یہی سوال نہ کریگا؟ پھر آپ بھی اسکو یہی جواب دیں گے کہ میں کسی بھی صحابی ﷺ کو مخطی یا مصیب نہیں کہتا کیونکہ اس سے صحابہؓ سے بدظنی پیدا ہوگی۔ بلکہ سکوت و توقف اختیار کرتا ہوں کیونکہ یہی بہتر اور اسلم اور دینداری و تقویٰ ہے۔؟ فرمائیے کیا آپ کے اس جواب سے آپ کا وہ شیعہ مطمئن ہو جائیگا؟ یا اس کو آپ کی لاجوابی اور شکست سمجھیگا؟

پھر قاضی صاحب کتنے بھولے بن رہے ہیں کہ سوال شیعہ سے کروا رہے ہیں اور قرآن کے موعود چوتھے خلیفہ راشد سے جنگ و قتال سے متعلق کروارہے اور صرف اجتہادی خطاء وصواب کا کروا رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا قرآن کے موعود چوتھے خلیفہؑ راشد سے جنگ وقتال کرنے پر حضرت معاویہؓ کے بارے میں شیعہ صرف اجتہادی خطاؑ صواب کا سوال کریگا یا گناہ و نافرمانی، قرآن و حدیث کی خلاف ورزی اور فسق و فجور کا سوال کریگا؟ خصوصاً جبکہ قاضی صاحب خود ہی حضرت معاویہؓ و دیگر مشاجراتی صحابہؓ کے اس قتال و اختلاف کو گناہ، یقیناً سخت نافرمانی، اللہ و رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت اور قرآن و حدیث کی خلاف ورزی وغیرہ بنانے پر ایڑھی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں۔ ایسی حالت میں قاضی صاحب ہی ذرا بقائمی ہوش و حواس فرمادیں کہ آپ کا یہ شیعہ، صحابہؓ کی اجتہادی خطاء وصواب کا سوال کریگا یا گناہ و سخت نافرمانی اور قرآن و حدیث کی مخالفت وغیرہ وغیرہ کو اجتہادی خطاء کا نام دینے اور پھر اس پر ان مخطئوں کو ایک اجر بھی دلانے جیسی آپ کی وکالتِ صحابہؓ اور امامتِ اہل سنت پر ہنسے گا؟

ہاں تو پھر قاضی صاحب ذرا یہ بھی تو فرمادیں کہ انکا مذکورہ شیعہ کیا حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا بس اجتہادی صواب و خطاء ہی پوچھیگا؟ کیا وہ حضرت ابو بکرؓ کا حضرت بی بی فاطمہؓ بتول کو ناراض کرنا، حضور ﷺ کے فرمان

• "من اغضبہا فقد اغضبنی"

کے حوالہ سے نہ پوچھے گا؟ کیا وہ حضرت عمرؓ کی اس دھمکی کا نہ پوچھیگا جو انہوں نے حضرت بی بی فاطمہؓ کو انکا گھر جلا ڈالنے کی دی تھی نیز کیا وہ قلم و قرطاس کے معاملہ میں حکمِ نبوی کی اس صریح خلاف ورزی کا نہ پوچھیگا جو انہوں نے کی تھی؟ نیز کیا وہ حضرت عباسؓ کے اس سب کا نہ پوچھیگا جو انہوں نے بھری عدالت فاروقی میں حضرت علیؓ کو کاذب، آثم، غادر اور خائن کہہ کر کیا تھا؟

نیز قاضی صاحب ذرا یہ بھی تو فرمادیں کہ حضرت علیؓ سے اجتہادی اختلاف کرنے والے صحابہؓ کے بارے میں صرف شیعہ کا ہی یہ سوال ان کو کیوں یاد رہا خود حضرت علیؓ کے بارے میں بھی قرآن و حدیث کے حوالہ سے ہی خوارج و نواصب کے اس سے زیادہ پر پیچ سوالات انکو کیوں یاد نہ آئے؟

قاضی صاحب کو اپنی خاطر جمع رکھنی چاہیئے کہ وہ اگر روافض اور خوارج و نواصب کے مذکورہ سوالات کے جوابات دیکر ان کو مطمئن کرلیں گے تو انشاء اللہ ابوریحان بھی مشاجرات صحابہؓ میں توقف کو اہل السنۃ کا اصل مذہب قرار دینے کے باوجود ان کے مذکورہ شیعہ کے مذکورہ سوال کا جواب دیکر اسکو مطمئن کرلیگا۔
قاضی صاحب اگر یہ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی عزت و حرمت کا تحفظ بس وہی کرنا جانتے ہیں دوسرا کوئی نہیں جانتا، تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔

مغالطہ نمبر ۲۸

میں نے لکھا تھا کہ اجتہادی خطاء کا قول ناقص اور ادھورا ذکر خیر ہے۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ: "اہل سنت کی کتابوں میں حضرت معاویہؓ کی خطاء اجتہادی کا عموماً ذکر پایا جاتا ہے۔ ابوریحان کے نزدیک جب یہ ناقص اور ادھورا ذکر خیر ہوا تو گویا اہل سنت نے حضرت معاویہؓ کا ادھورا اور ناقص ذکر خیر کیا۔ اور ادھورے اور ناقص ذکر خیر میں یقیناً تنقیص پائی جاتی ہے تو گویا جمہور اہل السنت نے حضرت معاویہؓ کی تنقید کی ہے۔ العیاذ باللہ"۔ (ملخصاً بلفظہ) آگے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد و مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ الفریدیہ اسلام آباد کو میرے خلاف بھڑکاتے ہوئے (کیونکہ میں ان کے جامعہ کا ایک مدرس ہوں) لکھتے ہیں

"اب مولانا عبداللہ ہی بتائیں کہ کیا ابوریحان نے اہل سنت کے ضابطہ کو مجروح نہیں کیا؟ اور کیا ایسا لکھنا مسلک اہل سنت سے خروج نہیں ہے" (ماہنامہ حق چاریار نومبر ۱۹۹۲ء ص ۵۷)

یہاں قاضی صاحب نے دو مغالطے دیئے ہیں ایک تو یہ کہ ناقص ذکر خیر کو مطلقاً تنقیص بنا ڈالا ہے اور دوسرا یہ کہ اپنے تخطیہ کو اہلسنت کے تخطیہ کی طرح سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ان کی یہ دونوں ہی باتیں بالکل غلط ہیں نہ تو خطاء اجتہادی والا ناقص ذکر خیر ہر وقت تنقیص ہوتا ہے اور نہ قاضی صاحب کا تخطیہ ہی اہل سنت کے تخطیہ کی طرح ہے۔ میں اپنی کتاب سبائی فتنہ حصہ اول میں (از ص ۳۹۶ تا ص ۴۰۱) اسپر مفصل گفتگو کرچکا ہوں اور بالتصریح لکھ چکا ہوں کہ

"کسی مجتہد کا تخطیہ اپنی ذات کے اعتبار سے تو اگرچہ اس مجتہد کی بے ادبی اور تنقیصِ شان نہیں لیکن مقصد تخطیہ اور انداز تخطیہ کے اعتبار سے کبھی اس میں بے ادبی اور تنقیص شان کی شان آجاتی ہے۔" (ص ۳۹۷)

پھر آگے اسکی تفصیل دی ہے۔ قاضی صاحب میری اس ساری وضاحت کو ہضم کرکے اسی تلبیس اور علمی بددیانتی وخیانت کے مرتکب ہوئے ہیں جسکا وہ بات بات پر مجھے مرتکب بناتے ہیں۔ میری اس بحث کا عنوان ہے خطاء اجتہادی کی نسبت ہمیشہ خالی از تنقیص نہیں ہوتی۔ تفصیل کے شوقین "سبائی فتنہ" میں ہی اس کو ملاحظہ فرمائیں اور قاضی صاحب کی مغالطے دہی اور بہتان تراشی کی داد دیں۔

رہا قاضی صاحب کا اپنے تخطیہ کو اہل سنت کے تخطیہ کی طرح سمجھنا؟ تو اسکا اصولی فرق بھی میں بالتفصیل سبائی فتنہ میں از ص ۶۰ تا ص ۶۴ بعنوان "تنبیہ" بیان کر چکا ہوں اور اسکے علاوہ بھی جگہ جگہ بتاتا رہا ہوں کہ قاضی صاحب کا تخطیہ تو برائے تخطیہ ہے جبکہ اہل سنت کا تخطیہ برائے تبرئیہ تھا۔ نیز قاضی صاحب نے اس خطاء اجتہادی کی صحابہؓ کی طرف نسبت کی ہے جو گناہ، یقیناً سخت نافرمانی، قرآن و حدیث کی خلاف ورزی، از روئے نص قرآن در حقیقت بالکل ناجائز اور بطور اصل حکم بغاوت وغیرہ۔ کی قسم سے ہے جسکو انہوں نے اب حضرت مجدد الف ثانی کے حوالہ سے "خطاء منکر" اور شاہ عبدالقادر کے حوالہ سے "فسق" تک بنا ڈالا ہے۔ جبکہ اہل سنت نے جس خطاء اجتہادی کی نسبت صحابہؓ کی طرف کی ہے وہ، وہ ہے جو بقول حضرت مجدد الف ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز اور خواجہ اویس کے صواب سے بھی افضل و بہتر ہے۔ لہذا اہل سنت کا تخطیہ گو کہ ہے ناقص ہی ذکر خیر لیکن صحابہؓ کی توہین و تنقیص نہیں جبکہ قاضی صاحب کا تخطیہ اپنے مقصد اور انداز بیان کے اعتبار سے صحابہ کی توہین و تنقیص ہی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ خطاء اجتہادی کی نسبت ناقص ذکر خیر ہے یا کامل؟ تو اسکی تفصیل بھی میں کتاب میں (از ص ۴۰۲ تا ص ۴۱۱) کر چکا ہوں اور چند اشارات گذشتہ اوراق میں مغالطہ نمبر ۲۳ کے زیر عنوان کر آیا ہوں۔ قارئین اس پر ایک نظر ڈال لیں۔

مغالطہ نمبر ۲۹

میں نے لکھا ہے کہ اہل سنت کی کتابوں میں حضرت معاویہؓ وغیرہ کی "خطاء اجتہادی" کا جو ذکر آتا ہے تو اس سے مقصود خود خطاء کا ہونا، بتانا نہیں بلکہ اسکا اجتہادی ہونا بتانا مقصود ہے۔ یعنی کتابوں میں خطاء اجتہادی کا ذکر یہ بتانے کے لئے نہیں کہ صحابہؓ سے خطاء ہوئی تھی بلکہ یہ بتانے کےلئے ہے کہ خطاء اگر تھی تو اجتہادی تھی، عنادی یا منکر نہ تھی۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے "کتب القوم مشحونۃ بالخطاء الاجتہادی" (اہل سنت کی کتابیں خطاء اجتہادی سے بھری ہوئی ہیں) جو فرمایا ہے تو خطاء کو خطاء منکر اور غیر اجتہادی کہنے والوں کے رد میں فرمایا ہے نفس خطاء کے اثبات میں نہیں فرمایا قاضی صاحب اس کے رد میں حضرت مجدد صاحب کی بعض عبارتیں نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مجدد صاحب کے نزدیک امام وقت حضرت علیؓ سے جنگ کرنا نفس الامر میں خطاء منکر اور گناہ ہے لیکن حضرت معاویہؓ چونکہ صحابی اور مجتہد ہیں لہذا اس کو اجتہادی خطاء قرار دیا جائیگا، اور میں نے بھی تو یہی کچھ لکھا تھا کہ الخ (حق چار یار دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۲۵)"

یہاں قاضی صاحب نے حضرت معاویہؓ کے خلاف اپنے لکھے کو حضرت مجدد صاحب کے لکھے کے مطابق باور کرانے کا صرف مغالطہ ہی نہیں دیا بلکہ اس کے لئے حضرت مجدد صاحب پر ایسی افسوس ناک بہتان تراشی بھی کر ڈالی ہے کہ اگر کوئی اور کرتا تو قاضی صاحب یقیناً اس کو حد درجہ شرمناک بھی کہتے۔ انہوں نے حضرت

مجدد صاحب کے دو مکتوبوں کے دو اقتباس نقل کئے ہیں ایک مکتوب نمبر ۲۵۱ کا اور دوسرا مکتوب نمبر ۲۶۶ کا۔ ان دونوں مکتوبوں کے دونوں اقتباسوں میں کوئی ایک حرف بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ حضرت مجدد صاحب کے نزدیک حضرت معاویہؓ کی صفینی خطاء، نفس الامر میں خطاء منکر اور گناہ تھی۔ بلکہ حضرت مجدد صاحب نے تو سارا زور اس خطاء کا اجتہادی ہونا اور منکر وغیرہ اجتہادی نہ ہونا ثابت کرنے پر لگایا ہے حتی کہ دلائل نقل کر کے ان حضرات کا نام لیکر ان کی تردید کی ہے جو اسکو خطاء منکر اور غیر اجتہادی کہتے ہیں چنانچہ اسی مکتوب نمبر ۲۱ کے اسی اقتباس میں جو قاضی صاحب نے میری تردید میں نقل کیا ہے۔ حضرت مجدد صاحب نے بالتصریح لکھا ہے کہ

"اور شارحِ مواقف نے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب اس بات پر ہیں کہ وہ منازعات ازروئے اجتہاد کے نہیں ہوئے۔ معلوم نہیں اصحاب سے اسکی مراد کون سا گروہ ہے جبکہ اہل سنت اس کے برخلاف حکم دیتے ہیں۔ جیسے کہ گذر چکا اور قوم کی کتابیں خطاء اجتہادی سے بھری پڑی ہیں۔ الخ"

(مکتوبات اردو ص ۴۳۹/ج ا۔ ماہنامہ حق چار یار دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۲۴)

قارئین ہی انصاف فرمائیں کہ حضرت مجدد صاحب، منازعات کو اجتہادی فرما رہے ہیں یا غیر اجتہادی، منکر اور گناہ، کہہ رہے ہیں؟ پھر آگے چل کر حضرت مولانا جامی کا نام لیکر فرماتے ہیں۔ کہ

"اور حضرت مولانا جامی نے جو خطاء منکر کہا ہے تو اس نے بھی زیادتی کی ہے، خطاء پر جو کچھ زیادہ کریں۔ خطاء ہے الخ" (مکتوبات مترجم اردو ص ۱۴۱ ج اول)

ملاحظہ فرمایئے! کس صراحت کے ساتھ حضرت مجدد صاحب خطاء کے منکر ہونے اور اسکو منکر کہنے کی تردید کر رہے ہیں۔ جب وہ خود خطاء کو منکر کہنے کو زیادتی فرما رہے ہیں۔ تو کیسے باور کیا جا سکتا ہے۔ کہ انکے نزدیک یہ خطاء منکر تھی؟ جب حضرت مجدد صاحب اس خطاء کو اجتہادی سے زائد منکر اور غیر اجتہادی تک کہا جانا بھی برداشت نہیں کر رہے اور یہ کچھ کہنے والوں کی ان کی تمام تر عظمت و بزرگی کے باوجود نام لیکر تردید کر رہے ہیں۔ تو قارئین خود ہی اندازہ لگالیں کہ وہ اس خطاء اجتہادی کو خطاء اجتہادی سے بڑھ کر گناہ، یقیناً سخت نافرمانی، اللہ کے حکم کی مخالفت، ازروئے نص قرآنی درحقیقت بالکل ناجائز، اور نافرمانی پر اصرار وغیرہ وغیرہ کہا جانا کب برداشت کریں گے اور گستاخانہ لب ولہجہ اور سبائیانہ انداز بیان کی تو کیوں بھرپور تردید نہ کریں گے؟ لہٰذا قاضی صاحب کا یہ کہنا کہ انہوں نے بھی وہی کچھ لکھا ہے جو کچھ حضرت مجدد صاحب نے لکھا ہے، محض مغالطہ دہی اور حضرت مجدد صاحب پر صریح بہتان تراشی ہے جس سے قاضی صاحب کو سچی توبہ کرنی اور حضرت مجدد صاحب کی روح پر فتوح سے بصدقِ دل معافی مانگنی چاہیئے، اگرچہ اسکی توقع ان سے بالکل عبث ہے کیونکہ وہ تو صحابہ کرامؓ پر گناہ و سخت نافرمانی اور قرآن و حدیث کی خلاف ورزی جیسے صریح الزام لگا کر بھی ٹس سے مس نہیں ہو رہے، حضرت مجدد صاحب تو پھر مجدد صاحب ہیں۔

مغالطہ نمبر ۳۰

ایک جگہ مجھ سے سوال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مولانا ابوریحان سے سوال یہ ہے کہ جس طرح میں نے اکابر کی روایتیں پیش کی ہیں اس طرح آپ بھی ان اکابر محققین اہل سنت کی ایسی عبارتیں پیش کریں جس میں یہ لکھا ہو کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ سے اجتہادی خطاء کا صدور نہیں ہوا۔ اور یہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے یا حضرت علی المرتضٰی سے بھی جنگ صفین میں اجتہادی خطاء سرزد ہو گئی تھی۔" (حق چار یار دسمبر ۹۲ء ص ۳۶)

اسے کہتے ہیں "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" اجی! میں نے یہ بحث ہی کہاں اور کب چھیڑی تھی کہ جنگ صفین میں فلاں سے خطاء اجتہادی کا صدور ہوا تھا اور فلاں سے نہیں ہوا تھا؟ نیز میں نے یہ دعوی ہی کب اور کہاں کیا تھا کہ اس جنگ میں فلاں تو مخطی تھا اور فلاں مصیب؟ کہ مجھے اکابر کی ایسی عبارتیں پیش کرنے کی ضرورت ہوتی؟ میرا دعویٰ تو یہ تھا اور ہے کہ قاضی صاحب نے صحابہ کرامؓ کی مشاجراتی اجتہادی خطاء و صواب کو بیان کرنے میں اہل سنت کے اجتہادی اصول اربعہ کی خلاف ورزی کی ہے، ان کی اس اجتہادی خطاء کو تعبیر، معصیت، گناہ، یقیناً سخت نافرمانی، ازروئے نص قرآنی درحقیقت بالکل ناجائز، اللہ کے حکم کی مخالفت، قصور اور نافرمانی پر اصرار جیسے گستاخانہ الفاظ سے کیا ہے اس کے لئے طرز استدلال خالص سبائیانہ، انداز بیان تنقیدانہ اور لب و لہجہ تنقیصانہ اختیار کیا ہے۔ اور اپنے اس دعوے کا ثبوت میں نے اکابر محققین اہل سنت سے ایسا پیش کیا ہے کہ قاضی صاحب اپنی تمام تر کوشش کے باوجود کسی ایک ثبوت کا بھی کوئی معقول جواب سوائے ادھر ادھر کی بالکل غیر ضروری باتوں کے اور کچھ نہیں دے سکے اور نہ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک دے سکیں گے۔ قاضی صاحب میں دم خم ہے تو اصل موضوع پر گفتگو کریں اس قسم کی غیر متعلقہ باتوں اور فضول سوالوں میں کم از کم اپنا ہی قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ ورنہ اس قسم کے سوالات کی کمی تو ہمارے پاس بھی نہیں۔ یقین نہ آئے تو نمونے کا ایک سوال حاضر ہے۔

ہمارا بھی حضرت قاضی صاحب سے سوال یہ ہے کہ

"جس طرح میں نے آنحضرت ﷺ کی حدیثیں اور اکابر کی عبارتیں اس مضمون کی پیش کی ہیں کہ صحابہؓ کے مشاجرات میں سکوت و توقف ہی کرنا چاہیئے، بلاضرورت تو ان کی خطاء اجتہادی کو بھی زبان پر نہ لانا چاہیئے، اور بوقت ضرورت بھی صرف خطاء اجتہادی تک ہی رہنا چاہیئے۔ اس سے زائد کوئی لفظ کسی قیمت پر بھی منہ سے نہ نکالنا چاہیئے۔ اسی طرح آپ بھی آنحضرت ﷺ کی ایسی حدیثیں اور اکابر محققین اہل سنت کی ایسی عبارتیں پیش کریں۔ جن میں یہ لکھا ہو کہ صحابہؓ کے مشاجرات و معاملات میں سکوت و توقف بالکل نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اہل سنت کا مذہب ہرگز نہیں۔ ان کی خطاء اجتہادی کا ورد وظیفہ ہر وقت پڑھتے ہی رہنا چاہیئے کہ یہی اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے بلکہ بوقت ضرورت تو ان کو معصیت، گناہ یقیناً سخت نافرمانی، اللہ و رسول کے حکم

کی خلاف ورزی، قرآن و حدیث کی مخالفت اور قصور و جور وغیرہ تک کا بلا تکلف مرتکب بنا دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کے بعد اسکی مراد خطاء اجتہادی سے بیان کر دی جائے۔''

قاضی صاحب اگر ہم سے اپنے مذکورہ فضول سوال کا جواب ضرور ہی لینا چاہتے ہیں تو وہ پہلے اسی وزن پر ہمارے مذکورہ سوال کا جواب ارشاد فرمائیں۔ کیونکہ وہ وکیل صحابہؓ اور امامِ اہل سنت ہیں پھر ان کے جواب کی روشنی میں ہم بھی ان کے سوال کا کوئی نہ کوئی جواب عرض کریں گے۔

ویسے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ سے اجتہادی خطاء صادر نہ ہونے سے متعلق ہم سے سوال کرتے وقت قاضی صاحب کو اپنا لکھا ہوا بھی شاید یاد نہیں رہا ورنہ وہ یہ سوال ہم سے نہ کرتے کیونکہ وہ خود ہی ابن حزم کے حوالہ سے یہ لکھ چکے ہیں کہ

"وذهب جماعة من الصحابة وخيار التابعين وطوائف ممن بعد هم الى تصويب محار بى على من اصحاب الجمل و اصحاب صفين و هم الحاضرون لقتاله فى اليومين المذكورين وقد اشار الى هذا ايضاً ابوبكر بن كيسان" (خارجی فتنہ ص ۲۷۹/ج۱)

مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور خیار تابعین کی ایک جماعت اور انکے بعد والوں میں سے بھی کئی گروہ اس طرف گئے ہیں کہ حضرت علیؓ سے لڑنے والے اصحابِ جمل و اصحاب صفین (بھی) مصیب ہی تھے یعنی انکا اجتہاد بھی صحیح تھا۔

قاضی صاحب فرمائیں کہ صحابہ کرامؓ و خیار تابعین کی اس جماعت اور بعد والوں میں سے بھی ان کئی گروہوں کی اس تصریح کے بعد اور کن اکابر کی عبارتوں کے وہ طالب ہیں؟ پھر ان صحابہؓ و خیار تابعین کی ہی انہوں نے کب مانی ہے کہ اور اکابر کی وہ مانیں گے؟ نیز کیا خود قاضی صاحب نے ہی ابن تیمیہ کے حوالہ سے قاضی ابوبکر، امام غزالی، امام ابوالحسن اشعری اور فقہاء حنابلہ کی ایک جماعت کا مذہب، حضرت علیؓ کی طرح اصحاب جمل و صفین بالخصوص حضرت معاویہؓ کے مصیب ہونیکا نقل نہیں کیا؟ (خارجی فتنہ ص ۳۴۱/ج۱) پھر اور کونسے اکابر کی عبارتیں ابوریحان پیش کرے؟ اگر یہ نقول یا ان اقوال کا انتساب ان اکابر کی طرف غلط ہے تو قاضی صاحب کی نقول اور ان کے انتساب کے صحیح ہونے کی ہی آخر کیا ضمانت ہے؟

یہ نمونے کے طور پر چند مغالطے ذکر کئے گئے ہیں اتنے ہی مزید تو یقیناً اور اس سے زائد غالباً مظہری مغالطے ابھی باقی ہیں۔ محترم سید محمد کفیل شاہ صاحب بخاری سلمہ الباری کا بہت سخت اصرار اور تقاضا ہے کہ سبائی فتنہ کا دوسرا حصہ طباعت کے لئے بلا تاخیر ان کے حوالہ کیا جائے اس لئے فی الحال مظہری مغالطوں کو یہیں روکتا ہوں، سبائی فتنہ حصہ دوم کے کام سے فارغ ہو کر اگر ضرورت باقی رہی تو انشاء اللہ باقی مغالطے ہدیہ ناظرین کئے جائیں گے۔